از ارشادات حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ

مرتبہ : مولانا سعید الرحمٰن علوی گلشن آباد راولپنڈی

فیضان حکمت

مورخہ ۲۷ نومبر ۱۹۶۶ء بمطابق ۱۳ شعبان المعظم ۱۳۸۶ھ کو صبح دس بجے مدرسہ حنفیہ عثمانیہ ورکشاپی محلہ راولپنڈی میں "ختم بخاری شریف" کی تقریب سعید منعقد ہوئی جس میں مولانا قاری محمد امین صاحب ناظم مدرسہ کی دعوت پر حضرت شیخ الحدیث صاحب مدظلہ نے شمولیت فرما کر ختم بخاری کے بعد ذیل کی تقریر ارشاد فرمائی جسے ہم بشکریہ ہفت روزہ "خدام الدین" لاہور (کتاب و حکمت نمبر) قارئین الحق کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں۔ (ادارہ)

قال امیر المؤمنین فی الحدیث الامام الشیخ محمد بن اسمعیل البخاری ! باب قول اللّٰہ ونضع الموازین القسط لیوم القیٰمۃ وان اعمال بنی اٰدم وقولھم یوزن وقال مجاھد القسطاس العدل بالرومیۃ ویقال القسط مصدر المقسط وھو العادل واما القاسط فھو الجائر حدثنا احمد بن اسکاب قال حدثنا محمد بن فضیل عن عمارۃ بن القعقاع عن ابی زرعۃ عن ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ قال قال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم کلمتان حبیبتان الی الرحمٰن خفیفتان علی اللسان ثقیلتان فی المیزان سبحان اللّٰہ وبحمدہ سبحان اللّٰہ العظیم۔

سب سے پہلے آپ حضرات کا شکر گزار ہوں کہ اس مبارک تقریب میں مجھ ناچیز کو آپ نے شمولیت کا موقعہ دیا۔ یہاں بہت سے اکابر جو علماً و عملاً مجھ سے فائق ہیں، موجود ہیں۔ صرف اس لحاظ سے کہ میں ذرا دور سے آیا ہوں۔ میری حوصلہ افزائی کی گئی ہے۔

بخاری شریف کے متعلق علماء فرماتے ہیں : اصح الکتب بعد کتاب اللّٰہ البخاری۔ اور یہ وہ کتاب ہے جس کے متعلق خود امام بخاریؒ نے فرمایا کہ ہر حدیث کے اندراج سے پہلے میں نے غسل کیا

دو رکعت نفل پڑھ کر حرم میں استخارہ کیا۔ اس کے بعد ترجمۃ الباب (عنوان) اور حدیث کو نقل کیا۔ یہ مصنف کے خلوص نیت کا ثمرہ ہے کہ اس کی جملہ احادیث پر اجماع ہے۔ اور کتاب اللہ کے بعد جتنا اس پر اعتماد ہے اور کسی کتاب پر نہیں، نیز جتنا فائدہ کتاب اللہ کے بعد اس کتاب سے مسلمانوں کو پہنچا کسی دوسری کتاب سے نہیں پہنچا۔ ۱۶ سال کے عرصہ میں امام نے یہ کتاب لکھ کر مسلمانوں پر احسانِ عظیم فرمایا۔ مسائل کا اس میں جتنا ذخیرہ ہے اور صحیح احادیث کی جو کثرت ہے وہ اسی کا حصہ ہے۔ علماء نے تجربہ کیا کہ مشکلات کے وقت بخاری کا ختم بہت نافع ہوتا ہے۔ خود ہمارے بزرگوں کا یہ معمول تھا۔ اور حقیقت یہ ہے کہ حضور سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام جہاں پڑھا جائے گا وہ جگہ انوار و برکات سے معمور ہوگی۔ حضرت مولانا شاہ فضل الرحمٰن مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے وصیت کی کہ میری موت کے وقت احادیث رسول پڑھتے رہنا۔ چنانچہ بیماری کا بگڑتا رنگ دیکھ کر حالتِ نزع میں شاگردوں، عزیزوں اور عقیدتمندوں نے احادیث کی تلاوت شروع کر دی۔ حضرت مرحوم اسی حالت میں احادیث رسول میں مستغرق رہے اور واصل بحق ہو گئے۔ علامہ جزائری نے لکھا ہے کہ بخاری کے مختلف ابواب جن کو تراجم ابواب کہا جاتا ہے۔ وہ ۳۴۵۰ ہیں ان میں سب سے پہلا باب ہے۔ باب کیف کان بدأ الوحی الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ پھر اس میں سیدنا حضرت عمرؓ کی مشہور حدیث نقل کی۔ انما الاعمال بالنیات وانما لامریٔ مانوی فمن کانت ھجرتہ الی دنیا یصیبھا او الی امرأۃ ینکحھا فھجرتہ الی ماھاجر الیہ ــــ اور کتاب کے آخر میں سب سے آخری ترجمۃ الباب جو لائے وہ ہے ونضع الموازین القسط۔ الخ اور اس میں حدیث حضرت ابوہریرہؓ کی نقل کی۔ کلمتان حبیبتان الی الرحمٰن۔ الخ مصنف علیہ الرحمۃ نے سب سے پہلے باب میں دو چیزیں نقل فرمائی ہیں، وحی اور نیت۔ وحی کو سب سے پہلے لانے میں اشارہ اس طرف ہے کہ دین افکار و آراء کا نام نہیں زید عمر بکر کی عقل اگر کوئی تدبیر کرے اسے دین کا نام دیا جائے ایسے نہیں ہو سکتا۔ دین نہ تو متفرق افکار کا نام ہے اور نہ متفرق معقولات کا۔ بلکہ دین نام ہے مرضیات و احکامات خداوندی کا۔ یہ مسئلہ بہت طویل ہو جائے گا کہ انسانی عقل بہت محدود ہے ایک انسان دوسرے کے ساتھ دل جوڑ کر بیٹھ جائے، تو بھی دوسرا دوست نہیں سمجھ سکتا کہ میرا دوست کیا چاہتا ہے حتیٰ کہ سینہ سے سینہ ملا کر بھی ایسا ممکن نہیں۔ تاوقتیکہ وہ زبان سے کہہ دے۔ تو جب زبان سے کہے بغیر دوسرے انسان کی مرضیات کا پتہ نہیں چل سکتا۔ تو خدائے قدوس کی مرضیات کا پتہ کیسے چلے گا، جب تک وہ فرمائیں نہیں۔؟ پھر عقلاء کی رائیں مختلف ہیں۔ ایک کہتا ہے

عالم قدیم ہے، دوسرا کہتا ہے حادث ہے، ہم کس کی بات مانیں۔؟ ایک شخص ایک چیز کو کڑوا کہتا ہے، دوسرا میٹھا کہتا ہے، ہم کس کی بات مانیں۔؟ تو امام بخاریؒ نے باب بدالوحی قائم کرکے فرما دیا کہ دین کے معلوم کرنے کا ذریعہ وحی ہے جس کی حقیقت یہ ہے لایاتیہ الباطل من بین یدیہ ولامن خلفہ تنزیل من حکیم حمید کہ وحی میں حق و باطل کے اشتباہ کا سوال ہی نہیں۔ پھر وہ حکیم و حمید کی طرف سے منزل ہے۔ وحی میں تین چیزیں ہیں ایک ہے موحی یعنی جس کی طرف سے وحی آتی ہے وہ خدا ہے جس کی صفت حکیم و حمید اور قادر و قیوم ہے، اس کی طرف سے جو قانون آئے گا۔ وہ سراسر باعث نجات و سعادت ہوگا۔ اور اس میں بھلائی ہی بھلائی ہوگی۔ دوسرے ہیں وحی لانے والے وہ حضرت جبرئیل امین علیہ السلام ہیں جن کی حقیقت یہ ہے انہ لقول رسول کریم ذی قوۃ عند ذی العرش مکین مطاع ثم امین۔ وہ رسولِ کریم ہیں اور صاحب قوت ہیں، انکی قوت کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ چھ لاکھ کی آبادی کو اپنی انگلیوں سے آسمان پر لے گئے۔ وہاں سے نیچے ٹپک دیا۔ جبرئیل امین سے پوچھا گیا کہ آپ کو کبھی تھکن محسوس ہوئی ہے۔؟ فرمایا نہیں۔ ہاں ایک مرتبہ عجلت سے کام لینا پڑا، جب حضرت یوسف علیہ السلام کو نسبی بھائیوں نے کنوئیں میں ڈالا میں اس وقت سدرۃ المنتہٰی پر تھا۔ خدا نے حکم دیا کہ جلدی کرو یوسف پانی تک پہنچنے نہ پائیں! پھر جبرئیل کا مستقر وہ بھی بفحوائے قرآن عرش کے پاس ہے۔ پھر وہ مطاع ہیں۔ ان کی فرمانبرداری کی جاتی ہے۔ روایات میں ہے کہ جب وحی لاتے ہیں تو ستر ہزار فرشتے باڈی گارڈ کے طور پر آگے پیچھے دائیں بائیں ہوتے ہیں۔ یہ محض قانونی تحفظ ہے۔ ان حالات کے ہوتے ہوئے دنیا بھر کے شیاطین مل کر بھی کوئی حرکت کرنا چاہیں تو نہیں کر سکتے۔ پھر جبرئیل امین فی نفسہ امین ہیں۔ خیانت کا سوال ہی نہیں اور جس ذات اقدس پر وحی آتی ہے۔ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جن کو نبوت بلکہ ختم نبوت اس وقت ملی جب کہ آدم بین الماء والطین تھے اور جن کو علم الاولین والآخرین عطا ہوا تھا یعنی حضرت آدم علیہ السلام اور ان سے پہلے فرشتوں کے متعلق معلومات تو وحی آئی خدا کی طرف سے، لاتے والے جبرئیل امین، آئی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر۔ پھر آگے مبلغین ابوبکرؓ عمرؓ عثمانؓ علیؓ اور ایک لاکھ ۲۴ ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو میدانِ عرفات میں تھے، جنہوں نے گھر بار چھوڑا جائیداد چھوڑی، قبیلہ کنبہ چھوڑا، محض اس لئے کہ براہ راست مہبط وحی سے علوم حاصل کر سکیں۔ اور صحابہؓ کو اخذ حدیث کا جو شوق تھا۔ اس کا اس سے اندازہ لگائیں۔ کہ حضرت فاطمہ کو حضور علیہ السلام نے مرضِ وفات میں بلا کر کان میں کچھ کہا، آپ رو پڑیں۔ دوسری مرتبہ ایسے ہی سرگوشی فرمائی تو آپ ہنس پڑیں۔ اخذ حدیث کے شوق نے حضرت عائشہ کو سوال پر مجبور کیا۔

حضرت فاطمہؓ سے پوچھا کہ قصہ کیا تھا؟ کہنے لگیں کہ راز نبوی ہے۔ انتقال کے بعد پھر امہات المؤمنین نے جمع ہو کر حضرت فاطمہؓ سے پوچھا گویا اخذ حدیث کا شوق ابھی برابر تھا۔ اب حضرت فاطمہؓ نے بتلا دیا کہ راز تو آؤٹ ہو چکا ہے۔ کہنے لگیں کہ پہلی مرتبہ آپ نے مجھے اپنے انتقال کی خبر دی اور دوسری یہ خبر دی کہ سب سے پہلے تیری ملاقات مجھ سے ہوگی اور تو سیدۃ النساء اہل الجنۃ ہے۔ تو بہر حال ایک ہے شکل عمل ایک ہے روح عمل اور ایک ہے نتیجہ عمل۔ اشکال اعمال کہ نماز کیسے ہو، روزہ کیسے ہو، تجارت کیسے ہو، ملازمت کیسے ہو۔ حضرت سلمان فارسی کو کسی نے طعنہ دیا کہ علمکم النبی صلی اللہ علیہ وسلم کل شئیٍ حتی قضاء الحاجۃ قال نعم اد کما قال۔ فرمایا ہاں ہمارے نبی نے ہمیں سب کچھ سکھلایا اور دور رس نگاہیں سمجھتی ہیں کہ دنیا میں انبیاء کے تشریف لانے کا مقصد ہی یہ ہوتا ہے کہ ہر شعبۂ زندگی میں رہنمائی کریں تو امام نے احادیث جمع کر کے تراجم کر کے اشکال اعمال سے آگاہ کیا گویا یہ انسائیکلو پیڈیا ہے۔ امام فرماتے ہیں کہ سن لو دنیا میں رہنا ہے، عبادات کرنی ہیں، حکومت کرنی ہے تو توجہ الی الوحی کرو حضورؐ کی احادیث کے سامنے دو زانو بیٹھو ـــــ

امام بخاریؒ سب سے پہلے ذکر وحی لائے کہ مدار دین اور اصل دین یہی ہے اور فرمایا کہ اعمال کا مدار اس پر رکھو اس میں غلطی و نسیان نہیں۔ سہو اور چوک نہیں۔ لوگ آج اس پر بحث کرتے ہیں کہ وحی حجت ہے یا نہیں۔؟ وہ سمجھتے ہیں کہ چونکہ مدار دین یہی ہے، لہذا اس کی حیثیت کمزور کرو۔ اور بہ لباس مسلمانی اس پر بحث ہوتی ہے۔ اور دوسری چیز جو پہلے باب میں پیش کی وہ روح اعمال ہے۔ کیونکہ جسد بغیر روح کے بے سود ہے ایک بادشاہ اس وقت تک بادشاہ ہے جب تک اس میں روح ہے، روح گئی تو اپنے ہی منوں مٹی کے نیچے رکھ کر آگئے۔ تو روح اعمال اخلاص وللہیت ہے۔ جب عمل شریعت کے قالب کے مطابق ہوں۔ اور روح عمل درست ہو تو آپ سارا دن مشغول فی العبادت سمجھے جائیں گے۔ اگرچہ آپ سارا دن دوکان پر رہیں۔ آپ تجارت کرتے ہیں اس نیت سے کہ حقوق پورے ہوں تو عبادت ہے ـــــ اور اگر نماز پڑھتے ہیں اس نیت سے کہ لوگ نمازی کہیں، تو قیامت میں رسوائی ہوگی۔ حضورؐ نے فرمایا نیۃ المؤمن خیر من عملہ۔ تو روح اعمال اخلاص وللہیت ہے۔ حدیث میں ہے کہ کوئی مسلمان خوشی سے اپنی بیوی کے منہ میں لقمہ ڈالے وہ بھی عبادت ہے۔ اب اگر وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون کا مطلب صاف ہو جاتا ہے کہ انسانی زندگی کا مقصد ہی عبادت ہے۔ تو گویا پہلی حدیث میں اشکال و ارواح اعمال کا تذکرہ کیا اور اب آخری حدیث میں نتیجہ اعمال کا ذکر ہے۔ دنیا میں ہر ایک نے ہزاروں کام کئے ہیں تو نتیجہ یہ ہے کہ قیامت میں ان کا وزن ہوگا۔ وزن

کے بعد یا جنت ہوگی یا جہنم۔ موازین میزان کی جمع ہے، یعنی ترازو جمع لائے اس لئے کہ ہر عمل کیلئے علیحدہ علیحدہ ترازو ہو، تو بھی ممکن ہے اور یہ بھی ہے کہ بسبب عاملین جمع لائے گو ترازو ایک ہوگا اعمال تو سب کے تلیں گے، اس لحاظ سے موازین فرمایا۔ پھر یہاں بحث ہے کہ وزن اعمال صرف مسلمانوں کے ہوں گے یا کافروں کے بھی ایک قول کے مطابق کفار، انبیاء معصوم بچے اس سے مستثنیٰ ہیں۔ امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ تلنے کے لئے اضداد کی ضرورت ہے۔ کافر کے سئیات ہی سئیات ہیں اور انبیاء کے حسنات ہی حسنات تو یہاں وزن نہیں تو گویا عند الغزالی عصاۃ مسلمین (گنہگار) کے اعمال کا وزن ہوگا۔ لیکن جمہور فرماتے ہیں کہ وزنِ اعمال میں سب شریک ہیں۔ کافروں کے وزن اعمال کی ایک وجہ یہ ہے کہ ایک پلڑہ میں محض سئیات ہوں گی۔ دوسرا خالی ہوگا، تو مقصد حل ہو جاتا ہے۔ کہ مقصد ہے بھاری پن دکھلانا دوسری وجہ یہ ہے کہ کفار میں طبقات ہیں۔ عبادات ان کی معتبر نہیں کہ ایمان نہیں اور ایمان شرط ہے عبادات کے لئے۔ ہاں انسانی نیکیوں کے سبب تخفیف ہوگی جیسے کہ ابو طالب کے متعلق ہے۔ صحابہؓ نے آپؐ سے پوچھا کہ ابو طالب نے آپؐ کی ہمیشہ حمایت کی کلمہ نہیں پڑھا اس حمایت کا اسے فائدہ ہوگا۔؟ فرمایا جہنم سے نہیں بچ سکتا۔ ہاں اس کا جسد آگ سے محفوظ ہے۔ صرف اس کے پاؤں میں آگ کے چپل ہیں، جن سے اس کا دماغ کھولتا ہے۔ ذاتِ اعمال بنی آدم اعمال کے تلنے سے متعلق تین قول ہیں ——

پہلا قول یہ کہ حسنات اجسام نورانی اور سئیات اجسام ظلماتی بن جائیں گے، تو گویا یہاں کے اعراض وہاں اجسام بن جائیں گے۔ عالم مثال میں نبی کریم علیہ السلام نے خواب میں دیکھا کہ میں نے دودھ پیا۔ ما بقی حضرت عمرؓ کو دیا اور اس کی تعبیر علم سے فرمائی ہمارے بزرگوں نے ایک واقعہ لکھا ہے کہ ایک صاحب نے خواب میں دیکھا کہ مجھے ایک حسین و جمیل عورت ملی۔ مگر اندھی ہے۔ تو فرمایا کہ مطلب یہ ہے کہ نماز کے وقت تو آنکھیں بند کرتا ہوگا۔ عرض کیا جی ہاں۔ فرمایا اندھی ہونا اسی کا ثمرہ ہے کہ تو نماز میں آنکھیں بند کر لیتا تھا ——

دوسرا قول یہ ہے کہ یہ رجسٹر تلیں گے، جنہیں کراماً کاتبین لکھتے ہیں اس کی دلیل حدیث ترمذی ہے کہ ایک آدمی کے ۹۹ رجسٹر لائے جائیں گے، سئیات سے پُر ہوں گے، وہ غریب پریشان ہوگا کہ میں تو مارا گیا یہ ۹۹ رجسٹر سئیات سے پُر ہیں یہاں تک کہ ایک رجسٹر لایا جائے گا۔ جس میں اخلاص سے کلمہ پڑھنے کا ذکر ہوگا۔ تو یہ ایک بھاری ہو جائے گا۔

تیسرا قول یہ ہے کہ ووجدوا ما عملوا حاضرا ! کہ خود اعمال سامنے آجائیں گے۔ آج کل اس پر بحث کی ضرورت نہیں کہ آخر دنیا میں کس کس چیز کا پیمانہ نہیں۔ درجہ حرارت تک پتہ چل جاتا ہے۔ اور

ان تینوں میں تطبیق ممکن ہے۔ کیونکہ آخری عدالت ہوگی۔ پہلے اجسام کی صورت میں وزن ہوگا۔ ممکن ہے صاحبِ اعمال کی تسلی نہ ہو تو اعمال ہی سامنے کر دئے جائیں۔ بہرحال تطبیق ممکن ہے۔

قال مجاهد القسطاس العدل بالرومية۔ امام بخاریؒ کا طریقہ ہے کہ آیت یا حدیث میں آئے ہوئے الفاظ کے مترادفات کا ذکر کر دیتے ہیں۔ دوسری زبانوں کی لغات کا عربی میں آنا اس میں ایک قول امام شافعیؒ کا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ دوسرے لغات عربی میں نہیں کہ یہ لسان عربی مبین ہے۔ اگر ایسے ہے تو پھر مشکوٰۃ سجیل وغیرہ الفاظ کیسے آگئے، اس کا جواب ہے کہ یہ الفاظ تو لغات سے ہیں۔ ایک ہی لفظ کئی زبانوں میں مشترک ہو سکتا ہے۔ دوسرا قول ہے کہ الفاظ عجمی تھے پھر عربی میں منتقل ہوئے تو پھر بھی بلسان عربی مبین درست ہے۔ کیونکہ انسانی مدنی الطبع ہے۔ تبدیلی کے ساتھ ایسے ہوتا رہتا ہے۔

مقسط کا مصدر اقساط ہے، اس کا مجرد قسط ہے تو گویا قسط مصدر المصدر ہے ——
کما قال ابن بطال اور اس کا معنی عادل ہے، یعنی مزید ہو تو عادل اور مجرد ہو تو ظالم اور مقسط من الافعال اگر بمعنی ظلم لیا جائے تو بھی درست ہے کہ افعال میں ہمزہ سلب کے لئے آتا ہے تو پھر بھی معنی عادل درست ہے۔ یعنی ازالہ جور۔

قسطلانی نے لطیفہ نقل کیا ہے کہ حجاج بن یوسف جس کے متعلق امام حسن بصری نے فرمایا کہ اس امت کی ہر چیز کو خدا نے دوسروں پر فوقیت دی اگر قیامت میں دوسری امتوں کے ظلم اکٹھے ہوئے تو ہمارا ظالم (حجاج بن یوسف) بھی بڑھ جائے گا۔ ایک لاکھ پچیس ہزار صحابہؓ و تابعین قتل کروائے۔ اور اس کا کارنامہ ہے کہ اشاعتِ قرآن کو دیکھ کر اور یہ سمجھ کر کہ عجمی لوگ غلط نہ پڑھیں، اس نے اعراب لگوائے۔ بڑی عظیم خدمت بھی ہے۔ بہرحال اس نے مشہور تابعی سعید بن جبیر سے پوچھا، میں کیسا ہوں (کیف انا۔؟) فرمانے لگے انت عادل قاسط۔ لوگ سمجھے کہ ڈر گئے اور تعریف کی لیکن حجاج تو خود بڑا ماہر اور زبان دان تھا۔ کہنے لگا انہوں نے مجھے مشرک اور ظالم کہا ہے۔ قاسط بمعنی ظالم یعنی واما القاسطون فکانوا لجهنم حطبا۔ (ظالم جہنم کا ایندھن ہیں) اور عادل بمعنی مشرک یعنی ھم بربھم یعدلون (یعنی یہ لوگ دوسروں کو خدا کے برابر کرتے ہیں۔ تو مشرک ہیں) خیال کریں کہ اتنا بڑا ظالم لیکن قرآن کی حقیقت کو کیسے سمجھتا ہے۔ اور آج ہر ایک کو قرآن دانی کا دعوای تو ہے، لیکن جو حال ہے وہ سب دیکھ رہے ہیں۔ اللہ بچائے۔

حدیث! خفیفتان علی اللسان ظاہر ہے کہ کلمات مختصر ہیں، پڑھنے میں تکلیف نہیں،

دیر نہیں لگتی۔ ثقیلتان فی المیزان پہلے گذرا۔ کہ ایک رجسٹر ۹۹ رجسٹروں سے بھاری ہوگا۔ تو ثقل بھی درست ہے۔ بشرطیکہ نیت خالص ہو۔ سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم۔ باری تعالیٰ کی صفات تین قسم کی ہیں سلبی صفات یعنی وہ مکان سے پاک ہے، زبان سے پاک ہے، اسکی اولاد نہیں، ہر قسم کے عیوب و نقائص سے منزہ ہے اس کی تعبیر سبحان اللہ سے ہوتی ہے کہ وہ قادر ومختار ہستی ہر قسم کے عیوب و نقائص سے منزہ و مبرا ہے، دوسری قسم صفات ذاتیہ کی ہے۔ ان کی تعبیر الحمد للہ سے ہوتی ہے۔ کہ وہ ذات قدیم وغفور تمام تعریفوں کی مستحق ہے، کہ ہر قسم کی صفات محمودہ سے متصف ہے۔ تیسری چیز افعال باری ہیں۔ اس کی تعبیر عظیم سے ہوتی ہے۔ یعنی خداوند کریم اپنے بلند افعال کے سبب عظمت سے متصف ہے۔ تو تخلقوا باخلاق اللہ (کہ باری تعالیٰ کی صفات اپنے اندر پیدا کرو) کے تحت ہر قسم کے عیوب و نقائص سے ہمیں پاک ہونا چاہیئے۔ چوری ڈاکہ شراب خوری، راہزنی، سمگلنگ ذخیرہ اندوزی، ملاوٹ غرضیکہ ہر وہ برائی جو انسانیت کے خلاف ہے اور جس کی مذہب اجازت نہیں دیتا، اس کو چھوڑنا ہی سبحان اللہ کا اقتضا ہے۔ سچ بولنا۔ صلہ رحمی۔ احسان و مروّت۔ غربا و یتامیٰ کی کفالت جیسی جملہ اچھی صفات مذہب نے سکھلائی ہیں اور محمد مدنی علیہ السلام نے جن کی تعلیم دی ان کا اپنانا الحمد للہ کے منشا کو پورا کرتا ہے۔ اور اس کے بعد ایسے کام کرنا جو بلند و بالا ہوں جن سے مسلمان کا دنیا میں وقار ہو ایسے کاموں کے کرنے سے ہم صاحب عظمت ہوسکتے ہیں اور العظیم کا مقصد ہی یہ ہے کہ مسلمان وہ کام کریں جو ان کی شان کے مطابق ہوں۔ باری تعالیٰ توفیق عمل دیں ــــ آمین ــ ■■

ــــ بقیہ: قادیانیوں کا افترار ــــ

اسی کتاب کے صفحہ ۱۰۲ پر حجۃ الاسلام بانی دارالعلوم دیوبند علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے: امتناع بالغیر میں کسے کلام ہے۔ اپنا دین ایمان ہے۔ کہ بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی اور نبی ہونے کا احتمال نہیں جو اس میں تامل کرے اس کو کافر سمجھتا ہوں ص۱۰۳

آپ کا دین سب دینوں میں آخر ہے۔ چونکہ دین حکمنامہ خداوندی کا نام ہے تو جس کا دین آخر ہوگا وہی شخص سردار ہوگا۔ کیونکہ اس کا دین آخر ہوتا ہے جو سب کا سردار ہوتا ہے۔ (قبلہ نما ص۱۱)

اس سے تفصیل سے مرزائیوں اور ربوہ والوں کا افترار اور ان کی کذب بیانی کی پوری حقیقت آپ حضرات کے سامنے بے نقاب ہوچکی ہے ــــ بندہ یہ دعویٰ سے کہتا ہے کہ یہ لوگ کوئی دلیل اپنے دعویٰ کے مطابق ان حضرات کی عبارات میں پیش نہ کرسکیں گے۔ ■■